عصر حاضر میں فروغ قادیانیت کے ذرائع اور مسلم امہ کا لائحہ عمل

The Sources of the Flourishment of Qadyanit in the Present Age and the Line of Action / Strategy of the Muslim Ummah

محمد عرفان: پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر غلام علی خان: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

Since fourteen hundred years, it has been a robust faith of Muslim Ummah that Holly Prophet [PBUH] is the last messenger of Allah. After him no one shall be entitled of prophet hood, till the Resurrection. He prophesied that a large number self-claimed prophets would appear and all would be liars. Muslim ummah has believing finality of prophet hood in consonance with this interpretation. Ummah has never shown a negligence or flexibility regarding this. In spite of this hundreds of people have been emerging who by interpreting Quran and Sunnah differently, claimed themselves prophets. In 19th century Mirza Ghulam Ahmad by following this pattern coined a new religion named Ahmadeat[Qadiyaniat] and mislead thousands of people, but great scholars of Islam countered his arguments and proved his connotations wrong.In this article the character of the founder of Qadianiat Mirza Ghulam Ahmad will be discussed. In addition, the tools adopted by Qadiani movement to entrap the people would be elaborated from the beginning to the end. Lastly the strategy of the Muslim Ummah to keep the people stay away from their tricky and deceiving tacts would be come to light.

انیسویں صدی عیسوی میں مسلم ممالک میں ذہنی بے چینی اور اندرونی انتشار اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ برصغیر پاک وہند اس کشمکش کا خاص میدان بنا ہوا تھا۔ مسلمانان برصغیر کو 1857ء کی جنگ آزادی کی المناک شکست کے بعد شدید معاشی، سیاسی، تہذیبی اور ثقافتی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ خود مسلمانوں کا باہمی اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ ہر فرقہ دوسرے فرقے کی تردید میں سرگرم تھا۔ سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی کی فضا تھی۔ خام صوفیوں اور چالاک دین فروشوں نے شریعت وطریقت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ جابجا لوگ الہام وکرامات کا دعوی کرتے پھرتے تھے جو شخص عوام

میں یہ جنس جتنی زیادہ پیش کرتا تھا اتنا ہی وہ عوام میں مقبول ہوتا اور عقیدت واحترام کا مرکز بنتا۔ کہیں کہیں اس بات کا بھی چرچا تھا کہ تیرھویں صدی کے آخر پر مسیح موعود کا ظہور ہونے والا ہے۔[1]

دوسری طرف برطانوی حکومت نے 1857ء کی ناکام جنگ آزادی کے بعد برصغیر کا اقتدار سنبھال لیا اور خطے میں اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لیے اقدامات کا آغاز کیا۔ چنانچہ مقامی آبادی بالخصوص مسلمانوں میں نفاق، انتشار اور شکست خوردہ ذہنیت پیدا کرنے کے لیے ہر ممکن عملی اقدامات اٹھائے گئے۔ ہندوستانی پس منظر کے گہرے مطالعہ کی بنیاد پر ایک حکمت عملی یہ بھی ترتیب دی گئی کہ مذہبی لبادے میں جعلی مذہبی رہنما تیار کیے جائیں جو سلطنت برطانیہ کے مفادات کا تحفظ کریں۔

انیسویں صدی کے اختتام پر اس منصوبے کی تکمیل کے لیے برطانوی حکومت نے اس وقت کے ایک گمنام وجود مرزا غلام احمد کو دریافت کر لیا جن کا تعلق مشرقی پنجاب کے ایک گاوں قادیان سے تھا۔[2] ان کو اپنی دعوت کی تکمیل کیلیے مناسب زمانہ اور مناسب جگہ ملی۔ اپنی شخصیت کی تعمیر کے لیے انہوں نے ملکی پریس میں مختلف مذاہب پر تنقید شروع کر دی۔ یہ دور مذہبی مناظروں اور مباحثوں کا دور تھا۔ ایک طرف ہندوؤں کے فرقہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند، اسلام پر مسلسل حملے کر رہے تھے۔ دوسری طرف سے پادری فنڈل کی سربراہی میں عیسائی پادری، مسلمانوں کے خلاف مذہبی میدان میں نبرد آزما تھے حکومت وقت جس کا سرکاری مذہب عیسائی تھا ان کی سرگرمیوں کی پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کرتی تھی۔ ایسے ماحول میں جو شخص اسلام کی مدافعانہ اور مذاہب غیر کی تردید کا علم بلند کرتا وہ مسلمانوں کا مرکز توجہ و عقیدت بن جاتا۔ مرزا صاحب نے ان حالات میں مبلغ اور مناظر اسلام کی حیثیت سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔[3]

انہوں نے ایک ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑہ اٹھایا۔ جس میں اسلام کی صداقت، قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بدلائل عقلی ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت مسیحیت، سناتن دھرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہو گی انھوں نے اس کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز کیا۔ اس کتاب کے پہلے چار حصے سنہ 1880ء سے 1884ء تک مسلسل شائع ہو گئے۔ لیکن پانچویں حصہ کی اشاعت معرض التوا میں ڈال دی گئی۔

براہین احمدیہ میں مرزا صاحب کا عقیدہ:

براہین احمدیہ کے ان چار حصوں میں مرزاصاحب نے صرف اس عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ الہام کا سلسلہ برابر جاری ہے اور جاری رہے گا اور انبیاء کی وراثت علم لدنی اور نور یقین اور علم قطعی کے باب میں جاری ہے ۔اس کتاب میں اپنی ذات کے متعلق وہ بار بار اظہار کرتے ہیں کہ وہ دنیا کی اصلاح اور اسلام کی دعوت کے لیے خدا کی طرف سے مامور اور عصر حاضر کے مجدد ہیں اور ان کو حضرت مسیح سے مماثلت حاصل ہے۔ اس کتاب میں ان کو حضرت مسیح کے آسمان پر جانے اور دوبارہ اترنے کا بھی اقرار ہے۔ براہین احمدیہ میں مرزاصاحب بڑی شدومد سے کسی جدید نبوت اور کسی جدید وحی کا انکار کرتے ہیں۔[4]

جیسے جیسے انکی شہرت پھیلتی گئی وہ مختلف دعوے کرتے چلے گئے۔آخر کار 1891ء میں وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور 1901ء میں مستقل نبوت کا، جوان کی وفات تک قائم ودوائم رہتا ہے۔ان تمام عناصر واسباب نے مل کر وہ مناسب ومعاون ماحول پیدا کیا جس میں یہ تحریک وجود میں آئی اور اس نے اپنے ہم خیال پیدا کر لیے اور ایک مستقل مذہب کی بنیاد پڑ ھ گئی۔

یہ مذہب اسلام کے بالکل متوازی مذہب ہے۔اس مذہب میں انفرادیت اور تقابل کا رجحان اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ وہ اسلامی شعائر ومقدمات کے ساتھ قادیانی مذہب کے شعائر اور مقدمات کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں۔ قادیان کو سرزمین حرم سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک قادیان کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور مسجد اقصی سے مراد مرزا غلام احمد کی مسجد مبارک ہے۔[5]

انفرایت کا رحجان اور مستقل مذہب کے آغاز کا احساس اس قدر بڑھ گیا کہ قادیانیوں نے اپنی نئی تقویم کی بنیاد ڈالی۔ قادیانیت کے سرکاری ترجمان "الفضل" میں مہینوں کے جو نام چھپتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ صلح، تبلیغ،امان، شہادت، ہجرت،احسان،وفا، ظہور، تبوک،اخا، نبوت، فتح۔[6]

مرزاصاحب کا دعوتی اسلوب وذرائع:

مرزاصاحب نے اپنی زندگی میں مذہب قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے ملفوظات،اشتہارات، مکتوبات اور اخبارات کا سہارالیا۔انکی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

مرزاصاحب نے قادیانیت کو فروغ دینے کے لئے مختلف اسلوب اختیار کئے ان میں سے ایک تقریر وبیان کا طریقہ ہے۔وہ مختلف مجالس، مقامات یا سالانہ جلسہ میں تقریر، گفتگو کرتے۔ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرتے اور اپنے مذہب کی لوگوں کو دعوت دیتے۔ وہ دین اسلام کا نام اور شعائر

استعمال کرتے اور تبلیغ قادیانیت کی کرتے۔اُن کی جماعت نے ان بیانات اور تقاریر کو ملفوظات کے نام سے ۵ جلدوں میں جمع کر کے نظارت اشاعت ربوہ ضیاء الاسلام پریس سے شائع کیا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی تحریک کے آغاز سے ہی اپنے مذہب کو فروغ دینے کے لئے پرنٹ میڈیا کا خوب استعمال کیا۔انہوں نے الحکم ،البدر اور رسالہ تعلیم الاسلام کا اجرا کیا۔انھوں نے اپنی شخصیت اور مذہب کو اجاگر کرنے کے لئے مختلف اوقات میں اشتہارات شائع کیے۔ان اشتہارت کو الشرکتہ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ (چناب نگر) نے ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کیا ہے اور اس کا نام مجموعہ اشتہارات رکھا ہے۔

مرزا صاحب نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے مکتوبات کا سہارا بھی لیا۔انھوں نے اپنے دوستوں، عقیدت مندوں ،آریوں، برہمو سماج، عام ہندؤوں ، عیسائی پادریوں، مسلمان علماء اور عام مسلمانوں کے نام خطوط لکھے۔نظارت اشاعت چناب نگر (ربوہ) پاکستان نے قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کی اجازت سے ان مکتوبات کو نئی ترتیب کے ساتھ تین جلدوں میں 2008ء میں ضیاءالاسلام پریس (ربوہ) سے چھپوا کر شائع کیا ہے۔[7] انہوں نے قادیانی مربی تیار کرنے کے لیے مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ قائم کیے۔

انکی وفات [1908ء] کے بعد حکیم نورالدین بھیروی انکے جانشین مقرر ہوئے۔وہ چھ سال جماعت کے سربراہ رہے۔حکیم صاحب کی وفات [1914ء] کے بعد ان کی جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ایک لاہوری جماعت تھی جس کے امیر مولوی محمد علی لاہوری بنے۔اس کے برعکس قادیانی جماعت کی باگ ڈور مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ میں آگئی۔مرزا بشیر الدین محمود مرزا غلام احمد کو کھلم کھلا نبی کہتے جبکہ لاہوری گروپ مرزا صاحب کے لیے نبی کی تمام خصوصیات مانتے تھے۔عملا دونوں جماعتوں کے عقائد میں کوئی فرق نہیں، صرف ظاہری اصطلاحات میں فرق ہے۔مرزا بشیر الدین محمود نے قادیانیت کی دعوت کو عام کرنے کے لیے مختلف اسالیب و ذرائع استعمال کیے۔

مرزا محمود کی دلچسپی کے میدانوں میں ہندوستان اور دیگر ممالک میں قادیانی مشنز کا قیام خصوصی توجہ کا حامل تھا۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے انھوں نے اپنی جماعت میں چند اہم تحریکیں شروع کیں۔یہ تحریکیں درج ذیل ہیں۔

(۱) تحریک جدید (۲) وقف جدید (۳) وقف زندگی۔[8]

انھوں نے اپنی جماعت کی تربیت اور قادیانیت کی دعوتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے اپنی جماعت کو پانچ ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر دیا۔ خواتین کی ایک انجمن بنائی جسے لجنہ اماء اللہ کہا جاتا ہے جو 1922ء میں قائم ہوئی اور ایک تنظیم نوجوان لڑکیوں کی ہے جسے "نصارات الاحمدیہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ مرد ارکان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے "اطفال الاحمدیہ" جن کی عمریں نو سال اور پندرہ سال کے درمیان ہوتی ہیں "خدام الاحمدیہ" جن کی عمریں پندرہ سال سے چالیس سال کے درمیان ہوتی ہیں اور "انصار اللہ" جن کی عمریں چالیس سال سے زائد ہوتی ہیں۔[9]

انکی وفات کے بعد جماعت کے تیسرے خلیفہ مرزا ناصر احمد نے اپنے دور میں پاکستان، افریقہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں اپنی جماعت کی دعوتی سرگرمیوں جاری رکھنے کے لئے چار تحریکیں شروع کیں۔

۱۔ وقف عارضی ۲۔ وقف زندگی کی تحریک ۳۔ نصرت جہاں سکیم ۴۔ فضل عمر فاونڈیشن

مرزا ناصر احمد نے نصرت جہاں سکیم کے تحت مغربی افریقہ، گھانا، نائیجیریا، سیرالیون اور گیمبیا میں مراکز صحت اور ثانوی درجے کے سکولوں کے قیام کے ذریعے اپنی دعوت کو عام کیا۔[10]

عصر حاصر میں پاکستان اور دنیا بھر میں قادیانی جماعت کی انتظامی، تربیتی، تعلیمی، اور دعوتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کیلیے صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید اور جماعت کی بعض ذیلی تنظیمیں مصروف عمل ہیں۔[11]

صدر انجمن احمدیہ:

صدر انجمن احمدیہ کے کئی شعبہ جات اور کمیٹیاں ہیں جن کے لئے نظارت کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ مثلاً نظارت علیا، نظارت دیوان، نظارت امور عامہ، نظارت امور خارجہ، نظارت بیت المال آمدن، نظارت بیت المال خرچ، نظارت زراعت، نظارت صنعت و تجارت، نظارت دار الضیافت اور نظارت رشتہ ناطہ وغیرہ ہیں۔[12]

یہاں آرٹیکل کی مناسبت سے انجمن احمدیہ کی چند ایسی نظارتوں کا تفصیلی تعارف اور دائرہ کار پیش کیا جائے گا جو اندرون پاکستان قادیانیت کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں۔

نظارت اصلاح وارشاد:

پاکستان میں قادیانی جماعت کے تربیتی، تبلیغی، دعوتی اور اصلاحی امور یہ نظارت سرانجام دیتی ہے۔ دعوتی میدان میں کام کرنے والے مربیان کے جملہ امور کی نگہداشت اور انتظامات اس نظارت کے ذمہ ہے۔ اس نظارت کا کام یہ ہے جہاں تک ممکن ہو تبلیغ کے بہترین ذرائع تلاش کر کے قادیانیت کی اشاعت و تبلیغ کی تدابیر اختیار کرے یہاں تک کہ کوئی انسان قادیانیت کی تبلیغ سے باہر نہ رہ جائے۔ بوقت ضرورت تربیتی اور تبلیغی جلسے و مذاکرے منعقد کروانا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔[13]

ہر قسم کے مخالفانہ لٹریچر سے مطلع رہنا اور اس کا جوب دینا یا دلانا بھی اس نظارت کے فرائض میں داخل ہے۔ عبادت گاہوں کا انتظام کرنا، ڈش لگوانا، احباب اور مہمانوں کو وہاں لانا اور ان امور کی نگرانی کرنا کہ ڈشیں صحیح کام کر رہی ہیں اسی نظارت کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح نو مبایعین کی تربیت کرنا اور انہیں جماعتی نظام کا حصہ بنانا بھی اس کی اہم ذمہ داری ہے۔[14]

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد برائے دعوت الی اللہ:

اس نظارت کا کام دعوت الی اللہ اور قادیانیت کے پیغام کو منظم اور فعال طریقہ سے پہنچانا ہے۔ یہ نظارت مربیان و داعیان کی تربیت و رہنمائی کرتا ہے اور ان کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرنا ہے۔ اس نظارت کا انچارج ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (دعوت الی اللہ) کہلاتا ہے۔[15]

نظارت تصنیف واشاعت:

اس نظارت کا کام سلسلہ قادیانیت کا لٹریچر شائع کروانا اور مرزا غلام احمد قادیانی، خلفاء سلسلہ قادیانیت کی تصانیف کو شائع کروانے کا بندوبست کرتا ہے۔ اسی طرح قادیانیت کی تائید میں کتب ورسائل واشتہارات اور اخباروں اور رسالوں میں مناسب مضامین کی اشاعت بھی اس نظارت کی ذمہ داری ہے۔[16] یہ نظارت قادیانیت کے اخبارات ورسائل کی نگرانی بھی کرتی ہے۔ قادیانیت کی تاریخ کی حفاظت وتدوین اور اشاعت بھی اس نظارت کے سپرد ہے۔[17]

نظارت تصنیف واشاعت کے زیر انتظام ایک شعبہ سمعی و بصری قائم ہے۔ احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن (MTA) کے پروگراموں کی تیاری اس شعبہ کے ذمہ ہے۔ اسی طرح MTA کے پروگراموں کے ریکارڈ کو محفوظ کرنا اور حسب ضرورت مہیا کرنا بھی اس شعبہ کی ذمہ داری ہے۔ [18]

تحریک جدید:

مرزا بشیر الدین محمود نے 1934ء میں قادیانیت کی دعوتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے نئی تدابیر اختیار کرنا شروع کردیں۔ انہوں نے تحریک جدید کے نام سے ایک دعوتی تحریک شروع کی۔ قادیانی جماعت نے عصر حاضر میں اس تحریک کا دائرہ عمل تبدیل کردیا ہے۔ اب اس کا دائرہ کار پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ [19]

یہاں تحریک جدید کے ان شعبہ جات کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جن کے ذریعے قادیانیت کی دعوتی سرگرمیوں کو فروغ دیا جارہا ہے۔ یہ شعبہ جات درج ذیل ہیں۔

1۔وکالت تبشیر　2۔وکالت تصنیف　3۔وکالت تعلیم　4۔وکالت اشاعت　5۔وکالت وقف نو

وکالت تبشیر:

پوری دنیا میں قادیانیت کے پیغام کو فروغ دینے کے لئے انتظام کرنا، جماعت کی مذہبی اور روحانی تعلیم و تربیت کی نگرانی کا اہتمام کرنا، دنیا کے مختلف ممالک میں قادیانیت سے متعلق اعتراضات کا جواب دینا اس وکالت کے سپرد ہے۔ [20]

ہر ملک میں سیمینارز منعقد کروانا، ہر ملک میں قومی سطح پر قادیانی جماعت کے جلسوں کا اہتمام کروانا، نیز دنیا بھر میں پھیلے ہوئے قادیانیوں تک جماعت کے خلیفہ کے خطبات پہنچانے کا انتظام کروانا۔ مجلات اور رسائل کو شائع کرنا۔ قادیانی جماعت کے تمام مربیان، مبلغین اور اساتذہ وکالت تبشیر کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔ وکالت تبشیر انہیں دنیا کے مختلف ممالک میں بھجواتی ہے اور اس امر کا باخوبی جائزہ لیتی ہے کہ مبلغین کے جذبہ تبلیغ کو ابھارنے کی کوشش کریں۔ [21]

وکالت تصنیف:

اس وکالت کا کام قرآن کریم اور احادیث کی کتب کا دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کروانا ہے۔ یہ وکالت مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلفاء اور جماعت کے دیگر علماء کی کتب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرواتی ہے۔ اگر دنیا بھر میں شائع ہونے والے اخبارات ورسائل میں احمدیت (قادیانیت) کے خلاف کوئی مواد شائع ہو تو یہ وکالت اس پر نظر رکھتی ہے۔ اور اس کا جواب دیتی ہے۔ دنیا بھر میں شائع شدہ احمدی لٹریچر کو جمع رکھنا بھی اس وکالت کی ذمہ داری ہے۔ [22]

وکالت تعلیم:

وکیل تعلیم پاکستان سے باہر دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت کے تعلیمی معاملات کا نگران ہوتا ہے۔ یہ وکالت ماسوائے براعظم افریقہ بیرون پاکستان جماعت کی تعلیمی اداروں کا نظام چلاتی ہے۔ اس وکالت کے تحت جامعہ احمدیہ ربوہ (چناب نگر) اور بیرون پاکستان جامعہ احمدیہ کے ادارے کا نظام ہے۔ یہ وکالت قادیانی نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقف کر کے جامعہ احمدیہ اور مدرستہ الحفظ میں تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ [23]

وکالت اشاعت:

یہ وکالت قرآن کریم اور احادیث کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کرواتی ہے۔ نیز بانی سلسلہ قادیانیت مرزا غلام احمد اور ان کے خلفاء کی کتب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کروا کر شائع کرتی ہے۔ یہ وکالت مرکز سے تحریک جدید کا ترجمان ماہنامہ تحریک جدید بھی شائع کرتی ہے۔ وکالت اشاعت پوری دنیا میں بسنے والے احمدیوں کو روزنامہ الفضل اور دیگر رسائل سمیت شائع شدہ لٹریچر بھجواتی ہے۔ ساری دنیا میں شائع شدہ لٹریچر کا ریکارڈ رکھنا بھی اس وکالت کی ذمہ داری ہے۔ [24]

وکالت وقف نو:

سلسلہ قادیانیت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد نے 13 اپریل 1987ء لندن میں تحریک وقف نو کے عنوان سے ایک تحریک شروع کی۔ اس تحریک کے ذریعے قادیانی والدین سے یہ تقاضا کیا گیا کہ آئندہ دو سالوں میں پیدا ہونے والے بچوں کو قادیانیت کے لیے وقف کر دیں۔ جماعت نے تحریک وقف نو میں شامل بچوں کی خصوصا تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے لیے وکالت وقف نو قائم کی جس کی ذمہ داریاں یہ ہیں۔

یہ وکالت جماعت کی ذیلی تنظیموں اور مبلغین ومربیان سے بھی واقفین نو کی کارکردگی بہتر بنانے کے سلسلہ میں مدد لیتی رہتی ہے۔ یہ وکالت واقفین نو کی تعلیم وتربیت کے لیے مناسب نصاب تیار کرتی ہے اور شائع کرتی ہے اور مختلف عمروں کے واقفین کے لئے الگ الگ نصاب تیار کرتی ہے۔ [25]

عصر حاضر میں قادیانی جماعت فروغ قادینیت کے لیے ٹی وی چینلز، اخبارات اور ویب سائٹس کا استعمال کررہی ہے۔ ان کا تعارف حسب ذیل ہے:

MTA

7 جنوری 1994ء کو قادیانی جماعت نے MTA کے نام سے اپنا نشریاتی اسٹیشن قائم کردیا۔ یکم اپریل 1996ء سے MTA کی 24 گھنٹے نشریات کا آغاز ہوا۔ یہ نشریات مشرقی وسطی کے بعض ممالک، افریقہ اور مشرق بعید میں نہیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ 7 جولائی 1996ء سے گلوبل بیم کے ذریعے ان ممالک تک بھی MTA کی نشریات پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔[26]

1999 میں MTA کی یورپ اور مشرق وسطی میں ڈیجیٹل نشریات کا آغاز کیا گیا۔ قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ ڈیجیٹل نظام کے ذریعے اب MTA کا رابطہ ایسے ناظرین سے ہوگیا جن کے ساتھ پہلے نہ تھا اب بہت سے لوگوں کو اتفاقا یا ارادۃ ہمارا چینل دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ MTA کے 14 شعبہ جات ہیں اور 125 رضاکار باری باری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ [27] قادیانی جماعت دنیا کے بہت سے ایسے ممالک میں جہاں قادیانی جماعت کا کوئی مرکز، مشن یا مربی نہیں، MTA کے ذریعے وہاں قادیانیت کی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کررہی ہے۔[28]

MTA پر چوبیس گھنٹے ایک درجن سے زائد زبانوں میں پانچ براعظموں میں ڈیجیٹل نشریات پہنچائی جارہی رہیں۔ یہ ٹی وی موبائل فون پر بھی دستیاب ہے۔ اس کے پروگرام یوٹیوب پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ [29] مارچ 2007ء کو MTA العربیہ کا اجراء کیا گیا۔ اس چینل کے ذریعے 24 گھنٹے عرب ممالک میں قادیانیت کے فروغ کے لئے پروگرام نشر کئے جارہے ہیں۔

قادیانی جماعت کے مرکزی اخبارات ورسائل:

روزنامہ الفضل والفضل انٹرنیشنل:

یہ اخبار مرزا بشیر الدین محمود کی ادارات میں 13 جون 1913ء کو قادیان سے شائع ہوا۔اس اخبار میں مرزا غلام احمد کے ملفوظات، خلفاء سلسلہ قادیانیت کے خطبات، خواب ومکاشفات اور علماء جماعت کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ 1984ء میں حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو روزنامہ الفضل کا ڈیکلریشن منسوخ کردیا گیا۔ صدر پاکستان ضیاء الحق کی طیارہ حادثہ میں وفات کے بعد 28 نومبر 1988ء سے روزنامہ الفضل دوبارہ جاری ہوا۔ آج کل یہ روزنامہ پابندی کی وجہ سے بند ہے۔[30]

الفضل انٹرنیشنل ہفت روزہ اخبار کو مرزا طاہر احمد نے 7 جنوری 1994ء کو لندن سے زیرادارت چوہدری رشید احمد جاری کیا۔ 7 جنوری 1994ء سے اس کی مسلسل اشاعت جاری ہے۔[31]

ریویو آف ریلیجنز(اُردو اور انگیزی) کا اجراء:

یہ رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی ادارت میں "انگریزی" اور "اُردو" زبان میں جنوری 1902 میں جاری ہوا۔ انگریزی رسالہ کچھ عرصہ تک لاہور میں شائع ہوتا رہا مگر اردو ایڈیشن کا پہلا شمارہ لاہور کے مطبع فیض عام لاہور میں چھپا۔اس کے بعد انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپنے لگا 1925ء سے 1931 تک یہ رسالہ مبلغین سلسلہ احمدیہ کی ادارت میں لندن سے شائع ہوتا رہا لیکن پھر اس کی اشاعت قادیان سے شروع ہوگئی۔اب یہ لندن سے شائع ہوتا ہے۔[32]

ان کے علاوہ درج ذیل اخبارات قادیانی جماعت شائع کررہی ہے: خالد، مصباح، رسالہ "تشحیذ الاذہان" ،انصار اللہ، ماہنامہ رسالہ تحریک جدید [33]

یہ وہ ذرائع ہیں جو قادیانی جماعت قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے استعمال کررہی ہے۔

قیام پاکستان سے قبل مسلم امہ کا لائحہ عمل:

قادیانیت کا ظہور برصغیر میں ہوا تھا اس لیے قیام پاکستان سے قبل یہاں کے مختلف مسالک کے علما ومشائخ نے کسی مسلکی امتیاز کے بغیر قادیانیت کی دعوتی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے اس دور کے مروجہ اسالیب مناظرہ، مباہلہ اور مباحثہ کے ذریعے کوششیں کیں، اس دور میں جن مشاہیر علماء نے

قادیانیت کا شرعی محاکمہ کیاان میں علمائے لدھیانہ، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا غلام دستگیر قصوری، پیر مہر علی شاہ اور مولانا ثناء اللہ امر تسری ہیں۔[34]

مولانا محمد حسین بٹالوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کے بارے میں ایک مفصل باحوالہ استفتاء مرتب کیا جس میں ان کی کتابوں سے ان کے عقائد نقل کئے اور اس پر ہندوستان کے تمام مکاتب فکر کے دو صد جلیل القدر اور جید علماء کرام سے تائید اور توثیق ثبت کروا کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا۔ مولانا بٹالوی کی اس عملی کاوش نے پورے ہندوستان کے علماء کی توجہ حاصل کی۔ اس فتویٰ کو مزید موثر بنانے کے لئے علمائے ہند نے اس پر تائیدی نوٹ لکھے، اس فتویٰ پر تمام مسالک کے علماء کرام کے دستخط ہیں۔

اس دور میں جن شخصیات نے قادیانیت کا علمی محاکمہ کیا اُن میں مولانا ثناء اللہ امر تسری کا نام سرفہرست ہے۔ آپ نے قادیانیت کے محاکمہ کے لئے جتنے مناظرے کئے یا تحریری لٹریچر شائع کیا پورے ہندوستان میں اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی تھی۔ قادیانیت سے متعلق ان کے رسائل کی تعداد 34 ہے۔[35]

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی بیسوی صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلے کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کے ابطال کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام شمس الھدایہ فی اثبات المسیح رکھا اور یہ کتاب 1899ء میں ہندوستان بھر کے عوام و خواص میں مفت تقسیم کی گئی جسے لوگوں نے بے حد پسند کیا۔ مرزا صاحب کے مرید محمد احسن امروہی نے شمس الھدیہ کے جواب میں "شمس بازغہ" لکھی۔ پیر صاحب نے شمس بازغہ اور مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز المسیح کا محاکمہ کرتے ہوئے سیف چشتیائی تحریر کی جو کہ مسئلہ حیات مسیح پر ایک بہترین تحریر ہے۔[36]

مرزا صاحب کی وفات کے بعد قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے ہندوستان کی سیاست میں مسلمان نمائندے کے طور پہ حصہ لینا شروع کر دیا۔ 1930ء تک قادیانی امت کا مسلمانوں میں دینی مقاطعہ اور محاکمہ ضرور تھا لیکن اس کے سیاسی کردار کی اجتماعی مضرتوں سے مسلمان غافل تھے۔ اس دور میں مولانا ظفر علی خان کی عوامی تحریک، احرار کی ملی تحریک، اور علامہ اقبال کے علمی محاکمہ نے قادیانیت کے مذہبی اور سیاسی ڈھانچہ کو یکسر کمزور کر دیا۔

مولانا ظفر علی خان نے پہلی جنگ عظیم کے آغاز تک "زمیندار" میں قادیانیت پر مضامین تحریر کئے ان کا انداز علمی لیکن لب ولہجہ ادبی و فکاہی تھا۔ جب زمیندار اخبار کو گورنمنٹ برطانیہ نے بند کر دیا تو انہوں نے جنوری 1917ء میں "ستارہ صبح" نکالا۔

انہوں نے قادیانی امت کے خدوخال "ستارہ صبح" میں اس طرح واضح کئے کہ مسلمانوں میں نظری اعتبار سے ایک تحریک پیدا ہو گئی۔ اس تحریک ہی نے بیسوی صدی کی تیسری دھائی میں عملی احتساب کی مختلف شکلیں پیدا کیں جن سے برعظیم کے مسلمان میں قادیانی امت کے سیاسی و عمرانی مقاطعہ کا آغاز ہو گیا۔[37]

مجلس احرار اسلام وہ جماعت ہے جس نے پہلی مرتبہ جماعتی طور قادیانیت کا محاسبہ کیا۔ مجلس احرار نے قادیانیت کی روک تھام کے لیے شعبہ تبلیغ قائم کیا۔ اس تحریک کی بدولت قادیان کے مسلمانوں میں قادیانیت کے خلاف کھڑا ہونے کا حوصلہ پیدا ہوا۔ قادیان میں مسجد احرار اور جامعہ محمدیہ کے قیام سے مسلمانوں کی اولادیں دینی تعلیم اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس ہوئیں۔ قادیانیت کی تبلیغ رک گئی۔ احرار نے قادیان میں کھڈیاں قائم کیں۔ جس سے غریب مسلمان قادیانی معاشی تسلط سے کافی حد تک آزاد ہو گئے، مجلس احرار کی سرفروشانہ جدوجہد کے صلے میں ناموس رسالت کا تحفظ ہوا اور قادیانیت کا علمی و سیاسی محاکمہ ہوا۔[38]

اس دور میں قادیانی مسئلہ کے سیاسی و سماجی مضمرات کی سب سے بہترین پردہ کشائی علامہ اقبال نے کی۔ 2 مئی 1935ء کو علامہ اقبال نے پریس کو قادیانی مسئلہ کے متعلق اپنا تاریخی بیان جاری کیا۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ قادیانیوں کو علیحدہ جماعت قرار دینے کے لیے ضروری اقدامات کرے اور ان کی طرف سے رسمی مطالبہ کا انتظار نہ کرے۔ آخر 1919ء میں حکومت برطانیہ نے ہندوؤں سے سکھوں کی علیحدگی کے مسئلے پر کسی مطالبے کا انتظار نہیں کیا تھا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ آخر حکومت قادیانیوں کی طرف سے کسی رسمی مطالبے کی منتظر کیوں ہے؟[39]

انہوں نے ثابت کیا کہ احمدیت کی اصل حقیقت قرون وسطیٰ کے تصوف کی دھند کے دبیز پردوں میں دبی ہوئی ہے۔ یہ تحریک اپنی نوعیت میں سیاسی ہے اور برطانوی سامراج کی حاشیہ بردار ہے۔[40] قادیانیت پر ڈاکٹر محمد اقبال کی تحریروں نے مسلمانوں کے اذہان پر گہرا اثر چھوڑا۔

قیام پاکستان کے بعد امت مسلمہ کالائحہ عمل:

قیام پاکستان کے بعد قادیانی جماعت نے ضلع چنیوٹ کے کنارے سر فرانس مودی گورنر پنجاب سے 1034 ایکڑ زمین لے کر ربوہ، (اب چناب نگر) آباد کیا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اس شہر کا نظام ایک ریاست کے نظام سے مشابہ قائم کیا اور یہاں سے فروغ قادیانیت کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ مختلف مکاتب فکر کے علما نے قادیانی مسئلہ کو حل کرنے کیلیے 3 جون 1952ء کو ایک مجلس مشاورت طلب کی۔ اس مجلس مشاورت نے ذیل کے مطالبات مرتب کئے۔

۱۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۲۔ چوہدری ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے۔ ۳۔ تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔[41]

حکومت نے بعض مشکلات کے پیش نظر ان مطالبات کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۵۳ کی تحریک ختم نبوت شروع ہوئی۔ قادیانیت کے خلاف یہ سب سے بڑی تحریک تھی جو پاکستان میں چلی اور حکومت نے اپنا بہیمانہ تشدد کا پورا مظاہر کیا اور مارشل لاء نافذ کر دیا۔ یہ درست ہے کہ مارشل لاء نے اس تحریک کو ختم کر دیا لیکن قادیانی مسئلہ تمام دنیائے اسلام کی نظر میں آگیا اور جو لوگ اب تک بے خبر تھے کہ مسئلہ کیا ہے؟ وہ باخبر ہوگئے۔[42]

اس ناموافق صورتحال میں بھی امت مسلمہ کے مختلف مکاتب فکر نے قادیانی مسئلہ کے متعلق متفقہ رائے رکھتے ہوئے درج ذیل حکمت عملی اختیار کی۔

1۔ علماء نے منبر ومحراب کے ذریعہ قادیانیت کا دینی محاکمہ جاری رکھا۔ 2۔ مجلس احرار اسلام نے جماعت کے شعبہ تبلیغ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل دے کر قادیانیت کا پاکستان بھر اور دنیا کے دیگر ممالک میں محاکمہ جاری رکھا۔ 3۔ مختلف دینی مجلوں اور جرائد نے قادیانیت کا علمی محاکمہ کیا۔ ۴۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی نے قادیانی مسئلہ، ماھی القادیانیۃ اور رسالہ ختم نبوت تحریر کیا۔ مولانا مودودی کی مذکورہ تالیفات کا افریقی زبانوں میں بھی ترجمہ ہوا اور افریقی مسلمانوں کو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا گیا۔

ربیع الاول 1394ھ بمطابق اپریل 1974ء میں پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک اجتماع مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا جس میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کے 144 تنظیموں کے نمائندے شامل

تھے۔ یہ مراکش سے انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس میں قادیانیت کے متعلق قرارداد منظور ہوئی۔ یہ قرارداد امت مسلمہ کی قادیانیت کے متعلق اجماع کی حیثیت رکھتی ہے[43]

29 مئی 1974ء کو قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر اس وقت حملہ کر دیا جب وہ ایک تفریحی سفر سے واپسی پر ربوہ سے گزر رہے تھے۔ اس سانحہ کے رد عمل میں 1974ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ اس کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں ۱۵ اگست سے ۷ ستمبر تک قادیانی مسئلے پر ۲۱ دن بحث ہوئی۔ قادیانی جماعت کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر نے ۱۱ دن اور لاہوری گروپ نے دو دن اپنا موقف پیش کیا۔ جبکہ مفتی محمود، اٹارنی جنرل آف پاکستان یحیی بختیار اور دیگر اراکین اسمبلی نے ۸ دن میں اپنا موقف پیش کیا۔ آخر کار مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلفا کی لاتعداد تحریروں اور قومی اسمبلی میں لاہوری و قادیانی گروپ کی گواہی کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کو پاکستانی حکومت نے قادیانیوں غیر مسلم قرار دے دیا۔[44]

اس کے باوجود قادیانی جماعت اپنی دعوتی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے اسلامی شعار استعمال کرتی رہی۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۴ میں صدر ضیاالحق نے انکی دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کو قابل تعزیر جرم ٹھہرا دیا۔[45] اس آرڈیننس کے اجرا کے بعد پاکستان میں قادیانی جماعت کے لیے دعوتی سرگرمیاں جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔

چنانچہ جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد لندن چلے گئے اور وہاں سے ابلاغ عامہ کے جدید ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے پاکستان اور دنیا بھر میں قادیانیت کی تعلیمات و دعوت کو عام کرنے لگے۔ عصر حاضر میں بھی قادیانی جماعت فروغ قادیانیت کے لیے تمام جدید و قدیم ذرائع استعمال کر رہی ہے۔ ان کی ان سرگرمیوں کو روکنے کے لیے بعض نو مسلم قادیانی مغربی، افریقی اور عرب ممالک میں سوشل میڈیا کے ذریعے کوشاں ہیں۔ ان میں مشہور شخصیات اے کے شیخ، سید منیر احمد، ہانی طاہر [سابق اینکر ایم ٹی اے]، امجد سقلاوی اور عکرمہ نجمی [سابق نائب امام قادیانی مرکز لندن] ہیں۔ یہ حضرات یوٹیوب[1] اور اپنے سوشل میڈیا اکاونٹ پر اپنے بیانات جاری کرتے ہیں۔ ان کے ان بیانات سے متاثر ہو کر بڑی تعداد میں قادیانی اسلام قبول کر رہے ہیں۔

خلاصہ بحث:

قادیانی جماعت نے اپنی ابتدا سے فروغ قادیانیت کے لیے مختلف اسلوب وذرائع استعمال کیے۔ان ذرائع میں سے اہم جامعہ احمدیہ، تحریک جدید، وقف جدید، انجمن احمدیہ اور نصرت جہاں سکیم کے تبلیغی ودعوتی شعبہ جات ہیں۔ارباب علم ودانش اور مختلف دینی جماعتوں نے قادیانیت کی حقیقت سے امت مسلمہ کو واقف کرانے کے لیے مسلسل جد جہد کی جن میں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت اسلامی نے نمایاں کرادار ادا کیا۔ان کی کوششوں سے پاکستان اور دنیا بھر میں قادیانیت کا پھیلاو رک گیا ہے۔مگر اس امر کی ضرورت ہے کہ قادیانی جماعت کے جدید دعوتی اسلوب وذرائع کو مسلمانوں کی موجودہ نسل کے سامنے لایا جائے اوران جدید اسلوب وذرائع کو پیش نظر رکھتے ہوئے ازسر نو حکمت عملی مرتب کی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ندوی، ابوالحسن علی، قادیانیت مطالعہ وجائزہ، ص12، مجلس نشریات اسلام، کراچی، س ن

2 بشیر احمد، تحریک احمدیت یہودی وسامراجی گٹھ جوڑ، ص1،2، عبداللہ اکادمی، لاہور، س ن

3 ندوی، ابوالحسن علی، قادیانیت مطالعہ وجائزہ ص38

4 قادیانی، مرزاغلام احمد، روحانی خزائن، 111/21، 383/18، نظارت اشاعت ضیاءالاسلام پریس ربوہ پاکستان۔

5 قادیانی، مرزاغلام احمد، تذکرۃ، ص345، 346 ، نظارت اشاعت ضیاءالاسلام پریس ربوہ پاکستان۔

6 ندوی، ابوالحسن علی، قادیانیت مطالعہ وجائزہ، ص

7 قادیانی، مرزاغلام احمد، مکتوبات احمد، ص13 ناشر: عبدالحئ، ضیاءالاسلام پریس ربوہ (چناب نگر)

8 عبدالرشید آرکیٹکٹ، ربوہ دارالہجرت، ص334، 338، بلیک ایروپرنٹر، لاہور

9 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف، ص451، 452 ، ضیاءالاسلام پریس ربوہ، 2011۔

10 عبدالرشید آرکیٹکٹ، ربوہ دارالھجرت ص332

11 ایضا، ص321

12 ایضاًص324، 325

13 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف ص209

14 ایضاًص210، 211

15 ایضاًص218

16 ایضاًص219

17 ایضا،ص222

18 ایضا،ص223

19 عبدالرشید آرکیٹکٹ،ربوہ دارالھجرت ص327

20 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف ص377

21 ایضا،ص378

22 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف ص386

23 ایضا،ص387تا387

24 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف، ص387

25 ایضا،ص388-389

26 عبدالسمیع خان، احمدیت کا فضائی دور، ص74، نظارت اشاعت ضیاءالاسلام پریس ربوہ پاکستان۔

27 ایضاص75

28 ایضا، ص110

29 سید ناطاہر نمبر ص133، ماہنامہ تحریک جدید، اگست و ستمبر 2008، مطبع ضیاءالاسلام پریس چناب نگر

30 عبدالرشید آرکیٹکٹ، ربوہ دارالھجرت ص428

31 ایضا،ص429

32 ایضا،ص431

33 خالد، مبشر احمد، جماعت احمدیہ کا تعارف ص508

34 شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص43، مطبوعات چٹان میکلوڈ روڈ لاہور، 2003

35 احتساب قادیانیت 5/8تا6، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان طبع اول 2003ء

36 شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، ص53

37 ایضا،ص66

38 مشتاق احمد، مولانا، تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ ص566,565، انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ چنیوٹ، 2008

39 شیر وانی، لطیف احمد خان، حرف اقبال ص116، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، 1984

40 ایضاص129

41 شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، ص76

42 ایضا،ص76

43 ایضا، ج4، ص 1914ء سے 1915

44 ایضا، ج5، ص2937 سے 2939

45 محکمہ فلم و مطبوعات، وزارت اطلاعات و نشریات، اسلام آباد، پاکستان 1984